احباب ہر سال جلسہ سالانہ پر جذبۂ عشق کے ماتحت اپنے رب کے جلوے دیکھنے کھنچے چلے آتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍دسمبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (النحل: ۵۲-۵۳)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

طبیعت ابھی تک کمزور چلی آرہی ہے اس لئے میں مختصراً بعض باتیں اس وقت دوستوں سے کہوں گا۔ جو دو آیات میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ان میں جو مضمون بیان ہوا ہے وہ ایک تو یہ ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور وہی اس قابل ہے اور اس بات کا سزاوار ہے کہ ہم اس کی خشیت اپنے دل میں پیدا کریں اور زمین وآسمان کی ہر چیز اس کی ملکیت، اس کی حکومت کے نیچے اور اس کا کہا ماننے والی ہے اور اس کا حکم ہر چیز پر چلنے والا ہے۔ اس لئے عقلمند انسان کو چاہیئے کہ اس نکتہ کو سمجھے اور اطاعت جو کہ اس کا حق ہے وہ اسے ادا کرے اور سوائے اس کے کسی اور کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر نہ رکھے اور دوسرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بناؤ گے؟ جو مشکلات اور جو پریشانیاں پیش آئیں ان کو دور کرنے کے لئے سوائے اللہ کے کسی اور ہستی کی طرف جھکنے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اُسی پر ہم

ایمان لائے، اس کے فضل سے اس کی معرفت کو ہم نے حاصل کیا، قرآن عظیم نے تفصیل کے ساتھ ہمیں اُس کی ذات اور اس کی صفات کا علم عطا کیا اور ہمارے دل میں اُس حُسن کے لئے محبت کا ایک شعلہ روشن کیا۔

اس بنیادی بات کے بعد اِس وقت میں جو باتیں اس کے علاوہ کہنا چاہتا ہوں وہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہر جلوہ، اُس کی صفات کا ہر جلوہ ایک نئی شان سے آتا ہے۔ اس لئے جب حالات بدلے ہوئے ہوں تو انسان کو مایوس ہونے کی بجائے اس طرف نگاہ رکھنی چاہیئے کہ ان بدلے ہوئے حالات میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے، اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے، اللہ تعالیٰ کے حُسن اور نور کے جلوے، ایک نئے رنگ میں ظاہر ہوں گے اور ہمارے لئے سکونِ قلب اور اطمینانِ قلب کا باعث بنیں گے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمیشہ ہی سفر کی بہت سی سہولتیں مل جایا کرتی تھیں جو اَب کچھ عرصہ سے نہیں مل رہیں۔ جب سہولتیں ملتی تھیں تو اُس وقت بھی اُس سہولت کو خدا سے پیار کرنے والا دل ہی سہولت سمجھتا تھا ورنہ وہ سہولت بھی کیا سہولت تھی کہ چند سپیشل گاڑیاں چل پڑتی تھیں، کھچا کھچ بھری ہوئی۔ ان کے اندر ہمارے مہمان سما نہیں سکتے تھے تو ان کی چھتوں پر سوار ہو جاتے تھے۔ یہ سہولت انہیں میسر تھی کہ گاڑیوں کی چھتوں پر بیٹھ کر وہ اپنے مرکز میں پہنچ جائیں۔ ایک پیار کرنے والا دل اِسے بھی سہولت سمجھتا تھا اور جہاں وہ اور دعائیں کرتا تھا وہاں اس قسم کا انتظام کرنے والوں کے لئے بھی اس کے دل سے دعا نکلتی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا دے۔

اُس وقت جو اصل سہولت تھی وہ ایک جذبہ تھا۔ یہ چیز میں نے بھی محسوس کی اور آپ نے بھی محسوس کی ہوگی کیونکہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو جلسہ سالانہ پر بطور مہمان کے بھی آتے رہے ہیں۔ ایک عجیب نظارہ ہے جس کو دیکھے پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں لیکن وہ نظارہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

میں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ ایک سپیشل گاڑی چنیوٹ کی طرف سے آ رہی تھی۔ وہ لاہور کی تھی یا نارووال کی تھی یا پسرور کی تھی یا کسی اور جگہ کی تھی یہ تو مجھے یاد نہیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، چھت پر بھی آدمی چڑھے ہوئے تھے۔ جب گاڑی کھڑی ہوئی تو میرے سامنے جو ڈبہ تھا اس میں کچھ

بچوں والی مستورات تھیں، احمدی مستورات، چھوٹے چھوٹے بچے اُنہوں نے اُٹھائے ہوئے تھے اور کچھ ان کے مرد اُن کے ساتھ تھے۔ میں نے پوچھا تو نہیں لیکن جو نظارہ میں نے دیکھا وہ میاں اور بیوی اور بچے کا نظارہ تھا جس وقت گاڑی کھڑی ہوئی تو ماں نے جذباتی ہو کر دروازہ کھولا اور چند مہینے کا بچہ اپنی گود سے اُٹھا کر اس نے یوں اپنے خاوند کی طرف پھینکا کہ لے پکڑ اس کو، مَیں جس جگہ پہنچنا چاہتی تھی وہاں پہنچ گئی۔ اب کہنے والوں نے کہا کہ ہم نے بڑی سہولت بہم پہنچائی۔ سپیشل گاڑیاں چلا دیں لیکن وہ جو سارڈین (Sardine ایک قسم کی مچھلی جو ڈبوں میں بھری جاتی ہے۔ ناقل) کی طرح گاڑی میں بھرے ہوئے تھے وہ گاڑی کی سہولت کا احساس رکھتے ہوئے تو ربوہ میں نہیں پہنچے تھے بلکہ کوئی اور چیز تھی، ایک عشق کا شعلہ تھا جو ہر تکلیف کو جلا کر راکھ کر دیتا تھا اور اپنے پیار کرنے والے رب کے پیار کے جلوے دیکھنے کے لئے انہیں کھینچتا ہوا یہاں لے آتا تھا لیکن بہرحال دل انتظام کرنے والوں کے ممنون بھی تھے اور ان کے لئے دعائیں کرنے والے بھی تھے۔

بچوں کو، ان معصوم بچوں کو تکلیف شاید پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہو لیکن وہ جذبہ جو انہیں کھینچ کر یہاں اپنے مرکز کی طرف لانے والا ہے اس میں بھی زیادہ شدت پیدا ہوگی اور وہ محبت اور عشق کے ایک جذبہ کے ساتھ تکلیفیں اُٹھاتے ہوئے یہاں پہنچ جائیں گے۔ کوئی وقت پر پہنچ سکے گا کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ تو درست ہے لیکن وہ پہنچ جائیں گے کوئی دیر کے بعد پہنچے گا، کوئی جلسہ کے پہلے دن صبح جلسہ شروع ہونے سے پہلے نہیں پہنچ سکے گا اور افتتاحی دعا میں شریک نہیں ہو سکے گا۔ میں آج سے ہی دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ساری دعاؤں میں ان کو شریک کرے اور خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے جہاں ہمیں اپنی برکات اور نعمتوں سے نوازے وہاں دیر میں آنے والوں کو بھی نوازے کیونکہ ان کی نیتیں یہاں دیر سے پہنچنے کی نہیں تھیں بلکہ حالات سے مجبور ہو کر وہ دیر سے پہنچے۔

یہاں جو مہمان آتے ہیں ان کی رہائش کے لئے۔ خاندانوں کے لئے چھوٹے چھوٹے کمروں کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے اور کچھ ہماری اجتماعی قیام گاہیں ہیں مردوں کی علیحدہ اور مستورات کی علیحدہ۔ لیکن اس میں بھی ہمیں اس وقت تک وہ سہولت میسر نہیں جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ کچھ

عمارتیں بیرکس کے نام سے بنی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ ہر ضلع اپنے ٹھہرنے کے لئے جگہیں بنا دے تاہم اتنی جلدی تو ساری عمارتیں نہیں بن سکتی تھیں۔ کچھ بنی ہیں اور کچھ آئندہ سالوں میں بنیں گی لیکن یہ الہام تو ہمارے کان میں گونجتا رہے گا کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ۴۱) ہر سال جب ہم بہت سی نئی اکاموڈیشن (Accomodation) بہت سی نئی تعمیرات کرنے کے بعد اپنے رب سے یہ کہیں گے کہ اے خدا! اپنی طاقت کے مطابق ہم نے کچھ اور بنا دیا تو اس کے فرشتے ہمیں کہیں گے کہ ٹھیک ہے تم نے کچھ اور بنا دیا تمہیں خدا جزا دے گا۔ تمہیں اس کا ثواب ملے گا لیکن یہ کافی نہیں بنایا۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ اس میں اور زیادتی کرو۔ پھر اگلا سال آئے گا پھر اگلا سال، یہی ہوتا آیا یہی ہوتا رہے گا۔ دُنیا اپنے راستہ پر چل رہی ہے اور الٰہی تدبیر اپنی راہ پر جماعتِ احمدیہ کو آگے ہی آگے بڑھائے لئے چلی جا رہی ہے۔ ہوگا وہی جو خدا چاہتا ہے اور جو ہوگا وہ خیر و برکت کا موجب ہوگا کیونکہ خدا اس زمانہ میں یہی چاہتا ہے کہ اسلام نوعِ انسانی کے دل جیتے، اللہ کا پیار اور محبت انسان کے دل میں پیدا ہو، جماعتِ احمدیہ کے دل میں ہمیشہ خیر خواہی کے جذبات رہیں اور ہر یک انسان سے ہمدردی کا نظارہ دُنیا دیکھے جو کہ احمدیت سے باہر نظر نہیں آ سکتا اور سارے کے سارے انسان دُنیا کے ہر ملک اور ہر خطہ میں بسنے والے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے زیادہ سے زیادہ وارث ہوں۔ یہی ہوگا لیکن جو کچھ ہم نے کرنا ہے اور جو کچھ ہمیں کرنے کو کہا گیا ہے وہ تو ہم نے ہی کرنا ہے اور ہم نے یہ کرنا ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی باتیں سُننی ہیں اور اللہ کی باتیں اور اس کے ارشادات یاد رکھنے ہیں اور یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور خدا کی صفات کا رنگ جس کو کہ صِبْغَةُ اللّٰهِ کہا گیا ہے اپنے اخلاق پر اور اپنے اعمال پر چڑھائیں اور دُنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں۔ ایک شاہراہ ہے جس پر خدا تعالیٰ نے ہمیں انگلی پکڑ کر کھڑا کیا اور انگلی پکڑ کر چلایا اور آگے سے آگے چلاتا چلا جا رہا ہے۔ دُنیا ایک اور طرف جا رہی ہے لیکن چھوٹا چکر کاٹ کر یا بڑا چکر کاٹ کر یہ تو مَیں کہہ نہیں سکتا لیکن بہرحال اسے اسی طرف آنا پڑے گا۔ آج کی دُنیا یعنی امریکہ کی دُنیا، یورپ کی دُنیا، روس اور چین کی دُنیا جتنی اپنے خدا سے دُور ہو رہی ہے اتنا ہی لمبا چکر کاٹ کر اور دُنیا کی تکالیف برداشت کر کے اسے واپس اسی طرف آنا پڑے گا جو اسلام کا

راستہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شاہراہ ہے۔

مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ یہاں جو سہولتیں ہیں ان میں بھی کمی آ گئی ہے۔ جماعت نے وَسِّعُ مَکَانَکَ کے حکم کے مطابق اللہ کی توفیق سے بڑی عمارتیں بنائیں جتنی ہماری بظاہر ضرورت تھی اس سے زیادہ عمارتیں جماعت نے بنا دیں مثلاً ہماری یہ عمارت جس کو جماعت نے نیوکیمپس کے نام سے پکارنا شروع کیا اور اب نیشنلائز ہوگئی ہے اس کا ۵؍۱ حصہ کالج کے کام آ رہا ہے اور باقی کی عمارت کے متعلق ہم خوش تھے، ہم سے میری مراد جماعتِ احمدیہ ہے، ہم خوش تھے کہ ہم نے عمارت پر خرچ کیا اور جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اس کا استعمال ہو رہا ہے اس سے بہتر اور کیا استعمال ہوسکتا ہے لیکن اب وہ بھی ہمارے استعمال میں نہیں رہی۔ ابھی تک تو یہی فیصلہ ہے واللہ اعلم آگے کیا فیصلے ہوتے ہیں۔

پس تنگی بڑھ گئی ہے لیکن جگہ کی جو تنگی ہے جو اینٹیں اور گارے اور سیمنٹ اور لوہے کی سلاخوں سے بنی ہوئی ہے۔ تعمیر کی تنگی ہے اگر اس کے مقابلے میں اس سے کہیں زیادہ وسعت ہمارے اپنے رب سے پیار کرنے والے دل میں پیدا ہو جائے اور اہم مہمانوں کو اپنے گھروں میں اس طرح سمیٹ لیں جس طرح ماں بچے کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لیتی ہے تو اس بچے کے لئے تو پھر کسی زائد چھپر کھٹ کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس جگہ کی اس تنگی کو بھی ہمارا آنے والا بھائی ہماری آنے والی بہن، ہمارا آنے والا معصوم بچہ محسوس نہیں کرے گا۔

یہ تو ہماری سوچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر تو ہم اپنے لئے سہولتیں بہم نہیں پہنچا سکتے اور خدا کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے ہمارے لئے سوائے دعا کے اور اس کی طرف جھکنے کے اور اپنی پریشانیاں اسی سے دُور کرانے کے اور کوئی راہ نہیں۔ پس جہاں تک میری آواز پہنچے ربوہ میں بھی اور باہر بھی جو تھوڑے سے دن باقی ہیں انہیں دعاؤں میں صرف کرو اور اپنے رب کریم سے کہو کہ اے خدا! دُنیا ہمیں آزمانا چاہتی ہے اور آزما رہی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم اس آزمائش میں پورے نہ اُتریں اور تیرے پیار کو پہلے سے زیادہ حاصل کرنے سے محروم ہو جائیں۔ یہ سامان جو بظاہر تنگی کے ہیں ان میں ایک فراخی کا دروازہ بھی تو کھلتا ہے اور اے خدا! وہ فراخی کا دروازہ تیری رحمت کی طرف کھلتا ہے اگر تو

ان حالات میں ہم پر پہلے سے زیادہ رحمتوں کا نزول کرے تو ہمارے لئے پہلے سے زیادہ سکون اور اطمینانِ قلب کا سامان پیدا ہو جائے گا، پہلے سے زیادہ آرام اور سہولت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔خدا کرے کہ ہمیں دُعا کی توفیق ملے اور ہماری دعائیں مقبول ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۲،۳)